مرزا کاظم رضا بیگ

برصغیر میں قرآن مجید کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ

غوث الحق حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی نے دسویں صدی ہجری میں ''القرآن الحکیم'' کا مکمل ترجمہ مع تفسیر فارسی زبان میں کیا۔ یہ نہ صرف سندھ بلکہ پورے برصغیر پاک و ہند میں قرآن مجید کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ ہے۔ اس ترجمے کے بارے میں محقق عالم، عارف دوران استاد الاساتذہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب مدظلہ العالی ''وحیٔ منظوم'' مصنف علامہ سیماب اکبر الہ آبادی (مطبوعہ سیماب اکیڈمی کراچی 1918ء) کے دیباچے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''دہلی سے عرصہ ہوا فارسی کے دو ترجموں والا قرآن پاک شائع ہوا تھا۔ ان میں سے ایک ترجمہ شیخ سعدیؒ سے منسوب کیا گیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ حضرت علی ابن محمد المعروف میر سید شریف جرجانی (متوفی سندھ ۸۱۶ھ) کا ہے اور دوسرا ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کا ہے۔ لیکن شاہ صاحب سے پہلے مخدوم نوح ہالائی (المتوفی ۹۹۸ھ) نے فارسی میں ترجمہ کیا تھا، جس کا ایک پارہ راقم (ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان) نے ۱۳۸۱ھ میں شائع کیا تھا۔''

اس قرآن حکیم کو سندھ کے مشہور فعال قومی و علمی ادارے سندھی ادبی بورڈ جام شورو سے ۱۴۰۱ھ مطابق سن 1981ء میں اس وقت کے چیئرمین علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی خصوصی نگرانی میں نہایت اہتمام و التزام سے شائع کیا۔ علامہ موصوف نے ہی اس نسخے کی تقدیم، تحشیہ و تصحیح کے فرائض بطریق احسن سرانجام دیئے۔ اس قرآن مجید کی طباعت و اشاعت انتہائی نفیس، صوری و معنوی اعتبار سے روح پرور انداز میں ہوئی ہے جس سے ادارے کی ذوق قرآنی، علوم دینی سے خصوصی شغف اور اعلیٰ کارکردگی کا پتہ چلتا ہے۔

القرآن الحکیم کے زیر نظر مطبوعہ نسخے کی کل ضخامت بڑے سائز پر 1260 صفحات ہے۔ جس میں سے عربی متن (یعنی اصل قرآن) 610 صفحات پر اور فارسی ترجمہ و تفسیر بھی اتنے ہی صفات یعنی 610 پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں علامہ قاسمی صاحب کا بصیرت افروز اور ایک مبسوط و مفصل مقدمہ ہے، جو چالیس صفحات پر محیط ہے۔

ساتویں صدی ہجری یعنی حضرت مخدوم نوح کے ترجمے سے پہلے کی صدیوں میں علماء و فقہائے ہند نے اپنے اپنے عہد میں قرآن شریف کے فارسی ترجمے کئے، لیکن یہ تمام کے تمام ترجمے چند سورتوں اور آیتوں تک محدود تھے۔ مثلاً علامہ شمس الدین دولت آبادی ثم الدہلوی کی ''تفسیر بحر الامواج'' نویں صدی ہجری کی تالیف ہے۔ یہ سورۃ فاتحہ سے سورۃ انعام تک ہے۔ علامہ ابوالفضل (متوفی ۹۵۸ھ) نے اس صدی میں تفسیر آیۃ الکرسی لکھی۔

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے اپنے مقدمے میں ان تفاسیر کے علاوہ کتب خانہ آصفیہ کے حوالے سے قلمی نسخوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

دسویں صدی ہجری میں حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی کے مکمل فارسی ترجمے کے بعد گیارہویں صدی ہجری سے علماء کرام نے ترجمہ و تفسیر کی طرف زیادہ توجہ دی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نے معاشرے کی اصلاح و تطہیر کی خاطر تحقیق و تفہیم کے ساتھ ساتھ درس قرآن کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ وہ سبق کے طور پر مطالب

قرآن بیان فرماتے اور آیاتِ قرآنی کی روشنی میں مسائلِ زندگی پر بحث کرتے، بلکہ قرآن کے متن کو لفظ بہ لفظ ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ سمجھاتے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم کا نظریہ یہ تھا کہ قرآن ایک فن کی کتاب ہے۔ اہل علم حضرات کو اس فن میں کامل دسترس ہونی چاہیئے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ ان کے نامور فرزند حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے والد کے طریقے کو اختیار کیا۔ شاہ ولی اللہؒ نے ۱۱۵۱ھ میں ''فتح الرحمٰن'' کے نام سے قرآن کا مکمل فارسی ترجمہ کیا۔ یہ بارھویں صدی ہجری میں ہوا۔ تیرھویں صدی ہجری میں ایک تفسیر مشہور ہوئی۔ وہ حضرت شاہ ولی اللہ کے خلف رشید تاج المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر ''فتح العزیز'' معروف بہ تفسیر عزیزیہ ہے۔ یہ تفسیر مکمل نہیں، صرف سورۃ بقرہ اور پارۂ عم پر مشتمل ہے۔

شمس العارفین، غوث الحق حضرت مخدوم نوح ہالائی علوم ظاہری و علوم باطنی کے مجموعۂ کمالات بزرگ تھے۔ علم القرآن، حدیث، تفسیر، تجوید، فقہ اور مسائلِ دینی و دنیاوی پر گہری نظر رکھتے تھے اور وہ یکتائے عصر تھے۔ قرآنی آیات کی تفسیر و تفہیم اور احادیثِ نبوی کی توضیح و تشریح آسان الفاظ میں اس دلاویز پیرائے میں بیان فرماتے ہیں کہ اس عہد کے بڑے بڑے علماء و فضلاء میں ان کی ذہانت و ادراک اور تبحر علمی کے مداح و معترف ہوجاتے۔ ان کی درس و تفسیر کی شہرت اتنی زیادہ تھی کہ دور دور سے لوگ ان کا پتہ دریافت کرتے اور ان کی دربار سے فیضیاب ہوکر اٹھتے۔

حضرت مخدوم نوح ہالائی کی دینی و علمی و قرآنی خدمات کا اندازہ ان کے ملفوظات، مکتوبات، ارشادات کے علاوہ ان کے تراجم و تفسیر قرآن سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ان کی عظمت کا تعین فقط زیرنظر تبصرہ ترجمۂ قرآن سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

بقول علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی، حضرت مخدوم نوح ہالائی کے اس مکمل فارسی ترجمے کی بے شمار خوبیاں ہیں۔ یہاں چند خصوصیات بیان کی جاتی ہیں:

(۱) قدامت میں اُسے شرفِ اولیت حاصل ہے۔

(۲) اس میں مقطعات و متشابہات کے اسرار و رموز کے واضح اشارے ہیں۔

(۳) ہر صفحے کی داہنی طرف قرآن کریم کا اصل متن ہے۔ اس کے بالمقابل صفحے پر ہر آیت کا سلیس اور جامع ترجمہ ہے۔ ساتھ ہی مشابہہ آیات کی تاویل و تشریح بھی ہے۔ حاشیے میں آیات کی تصریح، محاوروں، استعاروں پر مبنی لفظوں اور جملوں کی تحقیق بھی شامل ہے۔ علامہ قاسمی نے جگہ جگہ اس کی نشاندہی بھی کی ہے۔

(۴) بین السطور میں مسائل کا ترجمہ اس خوش اسلوبی سے کیا گیا ہے کہ کسی اور ترجمے یا تفسیر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

(۵) ترجمے کی زبان اس قدر سہل اور آسان ہے کہ کیا عالم، یا غیر عالم سب ہی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(۶) ایک سو چودہ سورتوں کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ایک سو چودہ مرتبہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ ہر ترجمہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اسی طرح ہم معنیٰ آیتوں کے ترجموں میں بھی مختلف الفاظ متعدد انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ جدت فارسی کے کسی اور دوسرے ترجمے میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ یہ خصوصیت اس بات کی دلیل ہے کہ قدرت نے مترجم کے فن کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ یہ فارسی زبان و ادب پر ان کی مثالی دسترس کا ثبوت ہے۔

(۷) ترجمہ و توضیح میں اسلاف مفسرین و محدثین کے طریقوں کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ اس ترجمے کا بھی وہی طریقہ ہے جو عربی و عجمی کا رہا ہے۔

(۸) ترجمے کے ضمن میں مختصر تعلیقات سے معانی و مطالب کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی فتح الرحمٰن کے ترجمے و تعلیقات میں یہی انداز اختیار کیا تھا اور طباعت کے وقت ایسے ہی تعلیقات، حاشیے بھی شامل کئے گئے ہیں۔

قرآن مقدس اور اس کے ترجمہ و تفسیر کا اصل نسخہ مترجم و مفسر حضرت مخدوم نوح ہالائی کے زیرنگرانی ان کے مرید و

خلیفۂ خاص حضرت بہاء الدین گوڑیہ ٹھٹوی نے لکھا تھا۔ وہ ٹھٹہ کی میمن قوم کا فرد تھا۔ بہاء الدین گوڑیہ کے عقیدتمندوں میں سندھ کے عظیم صوفی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے پردادا حضرت شاہ عبدالکریم بلوی والا بھی تھا۔ یہ نسخہ دو خطوں میں لکھا گیا ہے۔ خطِ قرآن مقدس سیاہی میں اور ترجمہ سرخی میں۔ ہر سطر کے نیچے ترجمہ ہے۔ علامہ قاسمی صاحب مقدمہ (ص۱۵) میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''پہلے یہ خیال تھا کہ اس نسخے کو آفسٹ میں چھاپا جائے، لیکن خطِ قرآن رسم الخط مصحف عثمان کے مطابق نہ تھا اور ان میں بہت سی غلطیاں تھیں۔ لہٰذا اس ارادے کو ترک کردیا گیا۔ اول تا آخر نسخے کی از سر نو کتابت کرائی گئی اور اس کی طباعت آفسٹ میں عمل میں آئی۔ اصل نسخے کے ورق اول میں جو عبارت درج ہے اس کا یہ سن کتابت معلوم ہوتا ہے۔

''بدانکہ بعد از آوردن کرخی از شہر متہ مورخہ بہ بست و ہفتم ماہِ شعبان درنوشتن، ترجمہ بعد شروع کردم در تاریخ، ۱۱۰ھ بفضل وکرم امید کہ بحرمت قرآن وحرمت نبیؐ آخر الزمان جملہ ترجمہ بخیر وسلامت تمام کرد آمین۔ (از ذکر برخی از تراجم وتفاسیر قرآن درزبان فارسی، از غلام مصطفیٰ قاسمی ص۱۵-۱۶)

قرآن کریم کا اصل نسخہ سندھ کے مشہور شاعر و ادیب مرحوم مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ کی ملکیت تھا۔ ان ہی کی ایما پر علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے اسے مدون کیا۔ اس نسخے کی کتابت ۱۱۰ھ میں ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ پانچ سو سالہ پرانہ نسخہ ہے اور پانچ صدیاں گذر جانے کے بعد اس کے کاغذ کا خستہ وخراب ہونا، رنگ بدلنا، حروف کا مدہم رہنا اور بیشتر حصوں کا ناقابل خواندہ صورت میں موجود ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی۔ ان حالات میں علامہ قاسمی کومخطوطہ کو پڑھنے، تصحیح کرنے، صاف کرنے اور کتابت و طباعت کے لائق بنانے میں کس ناگفتہ بہ صورتِ حال اور دشوار گذار مرحلوں سے گذرنا پڑا ہوگا۔ اس کا اندازہ صرف علامہ ہی کرسکتے ہیں۔ بہرحال یہ علامہ موصوف کی مخطوطہ شناسی، عربی و فارسی علوم و زبانوں پر کامل دسترس، ترجمہ وتفسیر کی تفہیم و تدوین سے مکمل واقفیت، دین سے گہرا لگاؤ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرمﷺ سے سپردگی و وارفتگی کا خوشگوار نتیجہ تھا کہ انہوں نے کئی سال کی شب و روز محنتِ شاقہ، عرق ریزی کی اور تکمیل کے آخری نکتے پر پہنچا کر ہی دم لیا۔

علامہ قاسمی نے اپنی نگرانی میں کتابت و طباعت کروائی۔ عربی متن کی کتابت بخاری مسجد کراچی کے عبدالرؤف الخطاط نے کی اور فارسی متن کی کتابت لاہور کے ایک خوش نویس نے کی۔ عربی متن کے ہر صفحے کے سامنے فارسی ترجمہ وتفسیر آیت بہ آیت نمبر وار لکھی گئی ہے۔ عربی و فارسی دونوں کی کتابت نفیس ہے۔ خطوں اور سطروں میں یکسانیت و ہم آہنگی ہے۔ یہ سب کچھ علامہ قاسمی کی خصوصی توجہ، مسلسل محنتوں اور وسعتِ قلب کے باعث ممکن ہوسکتا ہے۔

کچھ اس کتاب مقدس کی تقدیم کے متعلق:

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی دور حاضر کے عظیم المرتبت عالم دین، مفسر قرآن، عربی و فارسی، سندھی اور اردو کے مقتدر و معتبر معلم، مقرر اور خطیب ہیں۔ علامہ موصوف اپنی ہمہ جہت خدمات اور گوناگوں کمالات کے سبب عالمی شہرت و فضیلت کے حامل ہیں۔ ان کی علمی و دینی و ادبی خدمات اتنی لامحدود اور ان گنت ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا اب مشکل ہے۔ بلاشبہ وہ بزرگانِ سلف کی مایہ ناز یادگار اور عصر حاضر کے روشن ضمیر بزرگ کامل ہیں۔

معارف شاہ ولی اللہ اور افکار عبیداللہ سندھی کی ترقی و ترویج و اشاعت میں ان کی عدیم المثال خدمات فراموش نہیں کی جاسکتی ہیں۔ مولانا موصوف سندھی ادبی بورڈ کے چیئرمین اور پاکستان کے بعض بڑے علمی و ادبی و ثقافتی اداروں کے سربراہ و ممبر رہ چکے ہیں۔ کوئی چالیس سال سے شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے ڈائریکٹر اور اس ادارہ کے زیر اہتمام شایع ہونے والے ماہنامہ ''الرحیم'' (سندھی میں) اور ماہنامہ ''الولیٰ'' (اردو میں) کے مدیر اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ ان کی بے شمار تصانیف و تالیفات اپنی افادیت و انفرادیت کے اعتبار سے قوم و معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

قرآن مجید کی سندھی تفسیر و تشریح ان کا ایک اہم علمی کارنامہ ہے۔ حضرت مخدوم نوح ہالائی کے فارسی ترجمۂ قرآن حکیم کے سلسلے میں علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے جس عالمانہ بصیرت، فاضلانہ ادراک، علمی و دینی معلومات کے ساتھ ساتھ تقدیم، تحشیہ اور تصحیح کی اور جو غیر معمولی خدمات سرانجام دی ہیں اس سے ان کے بلند مقام و مرتبہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ عربی و فارسی کے قدیم و نادر ماخذات و حوالہ جات سے مقدمہ کو زیادہ مؤثر اور مستند بنایا گیا ہے۔

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے بحیثیت مقدمہ نگار اپنے مقدمے کے آغاز میں قرآن مقدس کے نزول سے لے کر اس کی قلمی نسخوں اور بتدریج اس کی ساری دنیا میں ترویج کی تاریخ بیان کی ہے۔ متعدد عنوانات کے تحت اسناد و استدلال کے ساتھ قرآن حکیم کی فضیلت اور علوم قرآن کی اشاعت پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

(۱) جمع آمدن قرآن بوسیلۂ حضرت ابوبکر صدیق۔

(۲) مشروط تفسیر قرآن مقدس۔

(۳) تفسیر آیات متشابہات، مسئلہ نسخ در قرآن۔

''ذکر برخی از تراجم وتفاسیر قرآن درزبان فارسی'' کے زیر عنوان مقالے کی صورت میں ان تمام تراجم و تفاسیر کا اجمالی احاطہ کیا ہے۔ جو تبلیغ قرآن کے ابتدائی دور سے لے کر حضرت مخدوم ہالائی (متوفی ۹۹۸ھ) اور ان کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، ان کی اولاد اور ان کے عہد کے دیگر علماء و فقہاء کے توسط سے معرض وجود میں آئیں۔ علامہ قاسمی نے علماء عرب و عجم کے فارسی ترجموں اور تفسیروں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی نگارش سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ برصغیر میں فارسی زبان میں جتنے ترجمے ہوئے اور تفسیریں لکھی گئیں، ان میں حضرت مخدوم نوح ہالائی کو اولیت حاصل ہے۔ یعنی حضرت مخدوم نوح کا ترجمہ پاک و ہند میں ''القرآن الکیم'' کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سے پہلے جتنے حضرات نے ترجمے کئے وہ کسی نہ کسی سورۂ یا پارہ تک محدود تھے۔ علامہ قاسمی نے مستند حوالوں سے مخدوم نوح ہالائی کے ترجمہ وتفسیر کی خصوصیات، ان کی عارفانہ بصیرت، اعلیٰ مقام اور مفسرانہ ادراک کا نہایت خوبی سے تجزیہ کیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے نہ صرف قارئین کے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، بلکہ علامہ کی ان علوم پر بے پناہ دستگاہ سے بھی آشنائی ہوتی ہے۔

حضرت مخدوم ہالائی کے اس فارسی ترجمۂ قرآن میں علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کا جو مقدمہ شامل ہے وہ بزبان فارسی ہے اور چالیس صفحات پر محیط ہے۔ ''ذکر برخی از تراجم وتفاسیر قرآنی در زبان فارسی'' کے بعد ''احوال و آثار تراجم قرآن مخدوم نوح علیہ الرحمۃ و الرضوان'' اور ''کمالات علمی و عرفان معارف قرآنی مخدوم معظم'' کے عنوانات سے دو مقالات ہیں۔ اول الذکر مقالے میں حضرت مخدوم نوح بحیثیت عظیم المرتبت صوفی، عارف کامل، عالم باعمل کی عارفانہ زندگی، سوانح حیات، اوصاف حمیدہ، کشف و کرامات، مریدین، خلفائے سلوک کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے مقالے میں بحیثیت مفسر قرآن، مفکرِ اسلام، ان کے علمی و دینی اور روحانی خدمات، کمالات، کرامات اور ان سے وابستہ تاریخی واقعات کے علاوہ حضرت مخدوم نوح کے ملفوظات، ارشادات، مکتوبات، مخطوطات و دستاویزات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ علامہ قاسمی نے موضوع اور موقع کی مناسب سے جو معلومات فراہم کی ہیں، اس سے پہلے کسی دوسرے مطبوعہ تذکروں میں نظر نہیں آتیں۔

''ذکر چند فوائد تفسیریہ برائے ناظر قرآن حکیم'' کے زیر عنوان ایک مقالہ حصۂ تقدیم کے آخری حصے کی زینت ہے۔ علامہ قاسمی کے زیر عنوان اس مقالے میں علم و دانش کا ایک اور چراغ روشن کیا ہے۔

آج کے اس مادہ پرست دور میں علامہ قاسمی نے حضرت مخدوم نوح ہالائی کے اس ترجمۂ فارسی کی تدوین و اشاعت کی گران قدر خدمت انجام دے کر علم و عرفان کی ایک ایسی مشعل روشن کی ہے جس کی روشنی صدیوں تک نسل درنسل پھیلتی رہے گی۔ ☆